بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادارہ القادسیہ برائے نشر واشاعت

پیش کرتا ہے

"العولقی کے ساتھ میری کہانی"

از قلم: شیخ حارث النظاری

[انسپائر میگزین 9]

اردو ترجمہ

جاہل سمجھتے ہیں کہ آپ چل بسے... جبکہ آپ کا سفینہ فی سبیل اللہ چلا اور کنارے جالگا

یہ کافی ہے کہ جب بھی آپ کا ذکر ہوتا ہے...تو آپ کے تمام قابلِ ستائش اعمال اور عظمت و وقار کا بھی ذکر ہوتا ہے

11/9 کے بابرکت حملے سے کئی برس قبل میں شیخ انور بن ناصر العولقی رحمہ اللہ سے پہلی بار ملا۔ یہ ملاقات ایک اسلامی کانفرنس میں ہوئی جہاں اسلامی بیداری کے داعیان، اساتذہ اور نوجوانوں کا ایک گروپ اکٹھا ہوا تھا۔ شیخ کے الفاظ دعوت الی اللہِ تعالیٰ کی اہمیت اور طریقوں کے متعلق تھے۔ شیخ ایک ماہرِ نظریات کی طرح عالمانہ انداز میں بات نہیں کر رہے تھے بلکہ وہ ایک ایسے شخص

کے انداز میں بات کر رہے تھے جو دعوت و تبلیغ کے تجربے سے حقیقتاً گزرا ہو اور اس کے طریقوں کا تجربہ عمل اور حکمت کے ذریعے حاصل کر رکھا ہو۔ چنانچہ یہی وہ چیز تھی جس کا حاضرین پر اثر ہوا اور جس نے اُنہیں شیخ کی شخصیت کا گرویدہ بنا دیا۔ وہ سفر کر کے کئی سال بعد واپس آئے اور تب میرا اُن کے ساتھ رشتہ پہلے کی نسبت اور زیادہ مضبوط ہو گیا۔ ہم ہمسایے تھے اور ایک ہی مسجد (الانصار مسجد) میں نماز ادا کرتے تھے۔ وہ کبھی کبھار جمعہ کا خطبہ دیا کرتے تھے اور کبھی میں دیتا تھا۔ بعد ازاں اُن کے گھر کے ساتھ ''مسجد المؤمنین'' تعمیر ہو گئی چنانچہ وہ وہاں نماز پڑھنے لگے اور خطبۂ جمعہ دیتے۔ اُنھوں نے مجھے بھی اُس مسجد میں دروس اور خطبات دینے کی دعوت دی۔

ٹھوس علم

شیخ انور اس حقیقت سے آشنا تھے کہ سمجھ بوجھ [1] (فہم و فراست) کی درستگی قرآن و سنت میں ہے، چنانچہ وہ قرآن اور اس کی تعلیم حاصل کرنے سے وابستہ ہو گئے۔ اس ضمن میں اُنہیں قرآن کریم پڑھنے کی اعلیٰ رتبے کی اجازۃ [2] حاصل ہوئی۔ اُنھوں نے ابن کثیر کی ''تفسیر القرآن العظیم'' اور سید قطب کی ''فی ظلال القرآن'' پڑھی۔ وہ حدیث پاک کے علم کے حصول کے لئے بھی کوشاں تھے اور اُن کے کئی سفروں میں سے ایک صحیح بخاری سننے کے لئے تھا۔ اُنہیں مصدر کا حوالہ دینے کی اجازت [3] دی گئی۔ اُنھوں نے شرعی علماء [4] سے علم فقہ حاصل کیا اور اُنہیں فقہ شافعیہ کی اجازت دی گئی۔ پس شیخ کا علم مستند ذرائع کے توسط سے عظیم علماء سے متصل تھا۔ کچھ علماء سے حصول علم میں اُن کے ساتھ میں بھی شامل تھا، بالخصوص علمِ فقہ کی تعلیم میں۔ وہ پڑھنے سے لگاؤ رکھتے تھے اور تزکیۂ نفس کے علم کی کتب پڑھنا پسند کرتے تھے، خاص طور پر ابن القیم کی ''مدارج السالکین'' اور ''زاد المعاد''۔ وہ ان کتابوں پر غور و فکر کرتے رہتے تھے۔

اُنھوں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مجموعہ الفتاویٰ پڑھا تھا۔ وہ اکثر ''شرح السیر از السرخسی'' اور ''مشارع الاشواق از ابن النحاس'' کو دیکھتے رہتے تھے۔

شیخ کو تاریخ پڑھنے اور اس پر نظر دوڑانے سے گہرا شغف تھا۔ اُنھوں نے ابن کثیر کی ''البدایہ والنہایہ'' اور ابن الاثیر کی لکھی ہوئی تاریخ پڑھی جبکہ محمود شاکر کی تاریخ الاسلامی سے استفادہ حاصل کیا۔ اس کے علاوہ اُنھوں نے الصلبی کی تاریخ پر لکھی زیادہ تر کتابیں پڑھیں اور اُن کتابوں پر اُن کے کچھ تحفظات بھی تھے۔ اُنھوں نے تاریخ پر لکھی گئی بہت ساری انگریزی تحریروں کا مطالعہ کیا، خاص طور پر جو صلیبیوں کے بارے میں تھیں۔ وہ معرکوں کے احوال، فوجیوں کی تعداد، مقتولین، سپہ سالاروں کے نام، اور (جنگ کے) نتائج سے متعلق اسلامی اور یورپی دونوں تاریخوں میں لکھی گئیں روایات کا موازنہ کر رہے تھے۔

وہ پڑھنے کے انتہائی شوقین تھے۔ وہ اس حد تک پڑھتے تھے کہ نماز یا رفع حاجت کے علاوہ بمشکل ہی کسی اور کام کے لئے اپنے دفتر سے نکلتے۔ اُنہوں نے مجھے یہاں تک بتایا کہ اُنہوں نے ''العمدہ'' ایک دن میں پڑھ لی تھی۔ شیخ نے علم کا حق ادا کیا۔ وہ جانتے تھے کہ علم عمل کے لئے ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ایسے بہت سے لوگوں سے زیادہ اعلیٰ مرتبے پر فائز کیا جو علم کے حامل ہوتے ہیں مگر اُن کا علم اُن کی ہنسلیوں (گردن کی ہڈیوں) سے آگے نہیں بڑھتا [5]۔ علم اور ایمان کے ذریعے اللہ اپنے بندوں کے درجات بلند کرتا ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ [المجادلہ58: 11]

''اللہ ان کے درجے بلند کرے گا جو تم میں ایمان لائے ہیں اور جنہیں علم دیا گیا ہے۔''

شیخ کے حصولِ علم اور اسلامی پڑھائی کے بارے میں مجھے جو کچھ معلوم تھا، یہ اُس میں سے کچھ کا خلاصہ تھا۔ جو میں نے ذکر نہیں کیا وہ اُس سے کہیں زیادہ ہے جس کا میں نے تذکرہ کیا ہے؛ اور جو میں نہیں جانتا وہ اُس سے کہیں زیادہ ہے جتنا میں جانتا ہوں۔ یہ چیز مختلف علوم میں اُن کی وسیع تعلیم سے ظاہر ہوتی ہے۔

دعوت اور حکمت

شیخ انور ایک عوامی مقرر تھے۔ وہ عربی کی نسبت انگریزی میں زیادہ رواں و فصیح تھے اور عربی میں اُن کے دروس و خطبات عوام کے بجائے زیادہ تر خاص لوگوں کے لئے ہوتے تھے۔ علماء، طلبائے علم اور داعیان پر اُن کی اس لحاظ سے گہری توجہ تھی کہ وہ اُن پر تبدیلی لانے کے حوالے سے اعتماد کرتے تھے، کیونکہ یہ (لوگ) سوچ و فکر اور نقطۂ نظر کے رہنماؤں کے طور پر دیکھے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک کی درستگی کے ساتھ ساری قوم درست ہو سکتی ہے۔ اس وجہ سے شیخ کی زیادہ تر دعوت علماء، داعیان اور سرکردہ شخصیات کے ساتھ ذاتی ملاقاتوں یا طلبائے علم کے ساتھ اجتماعات کی شکل میں ہوتی۔ شیخ کا ایک ہفتہ وار درس ہوتا جس میں درجنوں طلبائے علم شرکت کرتے۔ اکثر اوقات اُن کی حاضری سو کی تعداد سے بڑھ جاتی۔ ہم مغرب میں انگریزی بولنے والے مسلمانوں کے ساتھ اُن کی دعوت کا جزیرۃ العرب والی دعوت سے موازنہ تک بھی نہیں کر سکتے۔ شیخ انور رحمہ اللہ انگریزی زبان کے بہترین مبلغین میں سے تھے۔

فریضے کی پکار

11 ستمبر کے مبارک حملوں کے بعد بہت زیادہ بحثیں چھڑ گئیں کہ ان کارروائیوں کو کس نے سرانجام دیا، ان واقعات سے عالمِ اسلام پر کیا اثرات مرتب ہونگے اور ان کے جواز کی حیثیت کیا ہیں؟ شیخ انور جس طریقے سے اس متنازعہ معاملے سے نمٹ رہے

تھے وہ مجھے بہت اچھا لگا، اور (اس معاملے پر) شرعی حکم کے بارے میں سائلین کے استفسارات پر اُن کے جوابات بھی) مجھے اچھے لگے)۔ مجھے یاد ہے کہ اُس وقت میری اُن کے ساتھ اِس بارے میں ایک گفتگو ہوئی۔ مجھے اُن کے الفاظ میں سے جو یاد ہے وہ میں یہاں بیان کرتا ہوں: ''یہ واقعات پہلے ہی رونما ہو چکے ہیں اور امریکہ اپنے دشمنوں کو پہلے ہی پہچان چکا ہے۔ مسلمانوں کے خلاف جارحیت واقع ہوئی ہے اور اِس وقت شرعی ذمہ داری یہ ہے کہ آج اِس (معاملے) کا اسلامی حکم دیکھا جائے۔ کفار نے مسلم علاقوں پر قبضہ کیا، وہ مسلم عوام اور اُن کی سرکردہ شخصیات کو قتل کر رہے ہیں، وہ مسلمانوں اور اُن کے خاندانوں کا کھوج لگاتے اور اُنہیں بے گھر کرتے ہیں، وہ مجاہدین' داعیان' اور علماء کو پکڑتے ہیں، وہ مسلمانوں کے تاجروں اور مالداروں کے مالی اثاثے منجمد کرتے ہیں۔ آج یہ سب کچھ ہو رہا ہے تو پھر اِس پر اسلامی حکم کیا ہے؟ اسلامی حکم جس پر مسلمانوں میں سے کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے (وہ) جہاد فی سبیل اللہ کی ضرورت ہے، اور یہ حکم متفق علیہ نہیں ہے کہ آیا مجاہدین نے امریکہ کو ہدف بنا کر صحیح کام کیا یا غلطی کی۔ مسلمانوں کے حالات کا معاملہ آج زیرِ عمل ہونا چاہئے، زیرِ بحث نہیں۔ عمل بھی ایسا ہو کہ جو جہاد کے شرعی فریضے کی تکمیل کے لئے اور اہلِ ظلم و کفر کے خلاف مسلمانوں کے دفاع کے لئے اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف کفار کی وحشیانہ جنگ کو دفع کرنے کے لئے ہونا چاہئے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انفِرُواْ فِي سَبِيلِ اللّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الأَرْضِ أَرَضِيتُم بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الآخِرَةِ إِلاَّ قَلِيلٌ إِلاَّ تَنفِرُواْ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلاَ تَضُرُّوهُ شَيْئًا وَاللّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
[التوبة9: 38-39]

''اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین کی طرف گر جاتے ہو؟ کیا تم آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے ہو؟ مگر دنیا کی زندگی کی سامان تو آخرت کے مقابلے میں بہت کم ہے اگر تم نہیں نکلو گے تو وہ تمہیں دردناک سزا دے گا اور تمہاری بجائے کسی اور قوم کو بدل کر لے آئے گا، اور تم اُس کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکو گے، اور اللہ ہر بات پر قادر ہے۔''

شدید آزمائش اور ثابت قدمی

حق کا اعلان کرنے اور شریعت کی تکمیل کرنے کی زندگی میں ایک قیمت ہوتی ہے۔ یہ قیمت 'قربانی' ہوتی ہے۔ دعوت کے ہر علمبردار پر لازماً آزمائش آتی ہے اور اُس کے دعوے کی سچائی ثابت کرنے کے لئے اُس کا امتحان ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

الم ـأَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ـوَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ـأَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَن يَسْبِقُونَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ـمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ـوَمَن جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ [العنكبوت29: 1-6]

''الم۔ کیالوگوں نے یہ سمجھاہے کہ انہیں یہ کہنے سے ہی کہ ''ہم ایمان لے آئے'' چھوڑ دیا جائے گا، اور انہیں آزمایا نہ جائے گا۔ مگر ہم نے اُن سے پہلے لوگوں کو بھی آزمایا تھا، پس اللہ اُن لوگوں کو معلوم کر کے رہے گا جو سچ کہتے ہیں، اور انہیں بھی معلوم کر لے گا جو جھوٹے ہیں۔ کیا اُن لوگوں نے جو برے کام کرتے ہیں سمجھ لیا ہے کہ وہ ہمارے قابو سے نکل جائیں گے؟ برا ہے وہ جو یہ خیال کرتے ہیں. ! کوئی اللہ سے ملنے کی امید رکھتا ہے تو اللہ کا (مقرر کیا ہوا) وقت ضرور آنے والا ہے اور وہ سب کچھ سننے والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور جس نے کوشش کی تو وہ اپنے ہی (بھلے کے) لئے کوشش کرتا ہے، اللہ تو تمام جہان والوں سے بے نیاز ہے۔''

قید و بند اُن آزمائشوں میں سے ہے جس کا سامنا دعوت کا ہر علمبردار کرتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے شیخ سے پوچھا کہ دیگر اسلامی پراجیکٹس کے مالکوں کی نسبت مسلمان داعیوں کا جیل میں جانے کا امکان زیادہ کیوں ہوتا ہے؟ اُنہوں نے یہ کہہ کر جواب دیا کہ ایسا اِس لئے ہے کہ اُن کا کام عوامی یا نیم عوامی ہوتا ہے، جب وہ اُن باتوں کو بر ملا بیان کر رہے ہوتے ہیں کہ جن (باتوں) سے ظالم نفرت کرتے ہیں اور جن کو نہیں مانتے۔ اور جیل اللہ کی تقدیر ہے، اور اُن حفاظتی اقدامات اور احتیاطوں سے قطع نظر جو کوئی (شخص) اختیار کرے، یہ سب اُنہیں اللہ کی تقدیر سے نہیں بچاتا، اور اگر ایسا ہو جائے تو مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے عم زاد عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا تھا:

»كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَقَالَ: يَا غُلَامُ! إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ، وَإِنْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ؛ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ، وَجَفَّتِ الصُّحُفُ«

''اے لڑکے، میں تمہیں (نصیحت کی) کچھ باتیں سکھاتا ہوں، اللہ (کے دین) کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت کرے گا، اللہ (کے دین) کی حفاظت کرو اور تم اُسے اپنے سامنے پاؤ گے، اگر مانگو تو اللہ سے ہی مانگو اور اگر مدد چاہو تو اللہ سے ہی مدد چاہو۔ جان لو کہ اگر سب لوگ جمع ہو جائیں اور تمہیں کوئی فائدہ پہنچانا چاہیں تو وہ صرف اتنا ہی فائدہ پہنچا سکیں گے جتنا اللہ نے تمہارے لئے لکھا ہو گا، اور اگر وہ تمہیں نقصان پہنچانے کے لئے جمع ہو جائیں تو وہ تمہیں صرف اتنا ہی نقصان پہنچا سکیں گے جتنا اللہ نے تمہارے لئے لکھا ہو گا، قلم اُٹھا لیے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔'' [الترمذی]

شیخ پر اللہ کی تقدیر وارد ہوئی کہ وہ پہلے آنے والے پیامبروں اور صالحین کی طرح قید وبند کا شکار ہوں۔ اور اللہ نے یہ بھی مقدر کیا کہ (جیسے) میں دعوت میں اُن کا ساتھ اختیار کر چکا تھا، تو میں قید وبند میں بھی اُن کے ساتھ ہو جاؤں۔ شیخ کی قید کے کئی مہینوں بعد میں بھی سراغرسانی کے ایجنٹوں کے ہاتھوں پکڑا گیا جو مجھے جیل کی تاریکی میں لے گئے۔ وہاں صنعاء کی انٹیلی جنس سروس کی جیل میں 'دوبارہ شیخ کے ساتھ میں متصل ہو گیا مگر شیخ نے حراست کا عرصہ قیدِ تنہائی میں گزارا۔

اُنہوں نے شیخ کو ہم سے ملنے کی اجازت نہ دی مگر میں ایک حیلہ کر کے دربان کے علم کے بغیر وقتاً فوقتاً شیخ سے ملنے میں کامیاب رہا۔ جب میں اُن سے ملا تو میں نے اُنہیں اُس سے زیادہ ثابت قدم پایا جتنا وہ جیل سے باہر تھے۔ میں اُن پر شکستگی یا بوریت کے آثار محسوس نہ کر سکا، جیل سے باہر کی نسبت زیادہ ثابت قدم پایا۔ یہ (اب بھی) وہی شخص تھے جنہیں میں پہلے سے جانتا تھے (یعنی جیل کی سختی اُن پر کوئی اثر یا تبدیلی مرتب نہ کر سکی)۔ میں نے اُنہیں ایک مشفقانہ مسکراہٹ کا حامل شخص، اللہ اور اُس کی تقدیر پر اعتماد رکھنے والا ایک مطمئن نفس والا دیکھا۔ اُن کے نقوش پر شجاعت کی تصویر بنی ہوئی تھی، وہ الفاظ میں بیان کر رہے تھے کہ وہ پسپا نہیں ہوں گے اور نہ ہی (اپنے موقف سے) دستبردار ہوں گے چاہے قید طویل عرصے تک رہے۔ عزم واستقلال اُن کا اصولی محرک تھا (یعنی وہ اصول جو اُن کے اِس رویے کا محرک تھا)۔ اُنہوں نے (ایسے وقت میں) اپنا موقف نرم کرنے سے انکار کر دیا جب اوروں نے زور وزبردستی کے تحت ہونے کا عذر استعمال کرتے ہوئے ایسا کر لیا تھا۔ تنہا کوٹھری میں اُنہوں نے اپنا وقت عبادت اور پڑھائی میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ اِس چیز نے اُنہیں تفسیر، فقہ، فتویٰ اور تاریخ کی جلدوں کے سمندر میں سفر کرنے کا موقع فراہم کیا۔

کوئی الزام نہیں

امریکی حکومت شیخ انور سے تفتیش کرنا چاہتی تھی سو اُنہوں نے ایک تفتیشی ٹیم روانہ کی۔ تاہم، شیخ نے شرط رکھی کہ تفتیش عربی زبان میں ہونی چاہئے اور اُس سے پہلے ایک طبّی معائنے کا تقاضا کیا۔ اس کے جواب میں یمنی انٹیلی جنس نے اُن سے کہا کہ وہ تفتیش کے پہلے دورے منعقد ہونے دیں، اُس کے بعد جیل کی انتظامیہ اُنہیں ذمہ داری سے طبّی معائنہ فراہم کرے گی۔ شیخ انور نے (یہ بات ماننے سے) انکار کر دیا اور ڈاکٹر کی حاضری پر مصر رہے، چنانچہ امریکی 'شیخ کا طبّی معائنہ ہو جانے تک تفتیش ملتوی کرنے کے سوا کچھ نہ کر سکے۔ بعد میں اُنہوں نے مجھے بتایا کہ اُن کی اِس درخواست کی وجہ یہ تھی کہ اُنہیں دانت کا درد تھا اور الحمدللہ (تفتیش میں) اِس تاخیر کا نتیجہ مثبت رہا۔ جب تفتیش کی ابتداء ہوئی تو اُنہیں ایک دفتر میں طلب کیا گیا اور جب وہ امریکیوں پر داخل ہوئے تو اُنہوں نے اپنے آپ کو ملزم کے مقام پر نہیں رکھا بلکہ وہ دفتر میں ایک افسر کے انداز میں داخل ہوئے۔ اُنہوں نے سب سے مناسب جگہ بیٹھنے کا انتخاب کیا، امریکیوں کی تواضع کے لئے یمنیوں کے تیار کردہ پھلوں میں سے نوش کیا اور اپنے لئے چائے کا ایک

کپ انڈیلا۔ میں نے اُنہیں تفتیش کی نوعیت کے بارے میں پوچھا۔ اُنہوں نے مجھے بتایا کہ یہ سب کچھ ذرہ برابر بھی ایسی (قانونی) خلاف ورزی تلاش کرنے کے لئے تھا جو امریکیوں کو جواز فراہم کر سکے کہ وہ اُنہیں دوبارہ امریکی عدالت میں مقدمہ چلانے کے لئے لے جائیں۔ یہ ایک تفتیش تھی، اُنہوں نے کہا۔ تاہم امریکیوں کو ایسا کچھ بھی نہ مل سکا جس کی اُنہیں تلاش تھی سو وہ مایوس لوٹ گئے۔

ایک نعمت اور عنایت

صرف اور صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کرم اور رحمت کی وجہ سے شیخ جیل سے بآسانی چھوٹ گئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی منشاء اور رحمت سے میری رہائی شیخ سے پہلے ہوئی۔ میں شیخ انور کو اُن کی رہائی سے اگلے دن ہی ملا اور ہم نے دعوت جاری رکھنے، ہمارے نئے حالات کے تحت کام کے طریقوں اور کام کے میدان کے متعلق گفتگو کی۔ وہ ویسے ہی تھے جیسا میں اُنہیں جیل سے قبل جانتا تھا۔ اُن کے منہج اور اصولوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ درحقیقت وہ قربانی پر پہلے سے بھی زیادہ آمادہ تھے، اُن میں پہلے سے بھی زیادہ جرأت ’عزیمت اور استقامت تھی۔

شیخ انور نے طلبائے علم اور داعیان کے لئے دروس دینے کا سلسلہ جاری رکھا۔ سرکردہ شخصیات اور علماء کے ساتھ اُن کی کئی نشستیں ہوئیں۔ ایک دن وہ میرے پاس کچھ کاغذات لائے جن پر 17 سوالات اور ابہامات درج تھے جو ’’ڈیموکریٹک مسلمانوں‘‘ (جمہوریت پسند مسلمانوں) کے پیدا کردہ تھے اور جنہیں وہ لوگوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ سے ہٹانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اُنہوں نے مجھے اِن سوالات کے جوابات لکھنے کی دعوت دی۔ اِن غلط فہمیوں اور شبہات کے ردعمل میں ’ میں نے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے سوالات کے جواب ایک کتاب میں دیے جس کا عنوان ’’یمنی ظالم اور اُس کے جمہوری نظام سے برأت‘‘ تھا۔ بعد ازاں میں نے اس کا ایک نسخہ شیخ کو دیا اور اُنہوں نے اسے منظوری دی۔

ان مع العسر یسرا (بے شک مشکل کے ساتھ آسانی آتی ہے)

ہم پر سخت نگرانی کی جارہی تھی اور پہلے کی نسبت کہیں زیادہ بار بار ڈرایا دھمکایا جانے لگا تھا۔

صنعاء اب ہمارے رہنے اور دعوت کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے مناسب جگہ نہیں رہا تھا۔ تب شیخ انور نے فیصلہ کیا کہ کسی ایسی جگہ نقل مکانی کرلی جائے جہاں دارالحکومت صنعاء سے کم خطرہ ہو۔ اُنہوں نے مجھے بتایا کہ وہ یہاں سے چلے جائیں گے اور شاید بعد میں اس وقت واپس آجائیں جب یہاں حالات بہتر ہو جائے۔ میں اس شہر میں تنہا رہ گیا اور کچھ ہی مہینوں بعد میں انسداد دہشت گردی کے دستے کے ہاتھوں حراست میں لے لیا گیا اور اپنا نام مطلوب افراد کی فہرست میں پایا، اور اس فہرست میں سب سے اوپر شیخ انور

کا نام تھا۔ اُن کے پاس ہمارے خلاف کوئی مخصوص الزام نہیں تھا اور میرے ساتھ تفتیش میں بنیادی توجہ شیخ انور پر تھی۔ مجھ پر اللہ کے احسان کی وجہ سے میں رہا ہو گیا لیکن کسی قسم کی دعوتی سرگرمیوں سے روک دیا گیا۔ کچھ ہفتوں بعد' اور جب تمام تیاریاں مکمل ہو گئیں، میں اُنہیں ملنے میں کامیاب ہوا۔ اُن سے بات کرنے کے بعد صنعاء سے نکلنے کی میری خواہش بہت زیادہ بڑھ گئی اور میں دعوت اور اسلام کی خاطر کام کرنے کے لئے کسی محفوظ مقام میں منتقل ہو جانا چاہتا تھا۔ میں نے یہ شیخ کو بتا دیا۔ کچھ مہینوں بعد میرے لئے وقت ساز گار ہوا اور میں صنعاء سے نکلنے کی تیاریاں کرنے لگا اور اُس عرصے میں' میں دوبارہ گرفتار ہو گیا اور سیاسی جیل میں ڈال دیا گیا۔ اُس وقت شیخ انور کا تعاقب بھی بڑی شدت سے کیا جا رہا تھا۔ اخباری چینل اُن کے بارے میں بات کرتے اور وہ امریکہ کی ''گرفتاری یا قتل'' والی فہرست پر آ گئے تھے۔ جیل کی سختی کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے آسانی آئی اور آخر کار میں رہا ہوا اور شیخ انور سے جا ملا۔

شیخ انور فی سبیل اللہ

اپنی حقیقت چھپاتے ہوئے اور ایک پر خطر سفر کے بعد میں آخر کار شیخ انور سے جا ملا۔ ہم ایک ایسی جگہ رہائش پذیر ہوئے جسے میں صرف خیر کی زمین کہہ کر ہی بیان کر سکتا ہوں۔ یہاں کے لوگ اتنے فراخدل ہیں کہ بعض اوقات میں سوچتا کہ یہ ہمارے ساتھ ہمارے اپنے خاندانوں کی نسبت زیادہ اچھے تھے۔ مجھ پر بہت زیادہ خوشی چھا گئی۔ میں اُس پر اللہ کی حمد کرتا کہ جو اُس نے اپنے رحم وکرم سے ہمیں نوازا تھا، اُس نے ہمیں کھلایا، پینے کے لئے دیا، ہمارے لئے کفایت کی اور ہمیں ایک قیام گاہ عطا کی۔ تمام تعریفیں اُسی کے لئے ہیں۔ میں نے شیخ انور میں ذرا سی بھی تبدیلی محسوس نہ کی۔ درحقیقت، میں مختلف حالات اور احوال میں اُن کی پرسکون مزاج اور متوازن طرزِ فکر کے ساتھ موافقت قائم کر لینے کی صلاحیت سے حیران تھا۔ میں نے اُنہیں ایک مرتبہ بھی پریشانی کی حالت میں نہیں دیکھا تھا، حتیٰ کہ جب حالات شدید ترین ہو جاتے، اور میں اُن میں سے ایک صورتحال کا تذکرہ کرنے جا رہا ہوں۔

قاتلانہ حملے کی ناکام کوشش

ایک خاموش رات جبکہ میں اپنے بستر میں تھا، میں نے دھماکوں کی آواز سنی اور فاصلہ ہونے کے باوجود مجھے زمین کانپتی ہوئی محسوس ہوئی۔ بعد ازاں مجھے معلوم ہوا کہ امریکی ڈرونز نے حملہ کیا تھا۔ جب سحر کا وقت آیا اور روشنی پھیلنا شروع ہوئی تو وہ اپنے ساتھ شیخ انور کو بھی لائی۔ وہ ایک ہشاش بشاش مسکراہٹ کے ساتھ داخل ہوئے تو ہم سب کو معلوم ہو گیا کہ یہ وہی تھے جن کا نشانہ لیا گیا تھا۔ اُنہوں نے اِس ناکام کوشش کی کچھ تفصیلات بیان کیں۔ اُنہوں نے کہا: ''جب ہم سفر میں راستے پر تھے تو ہم نے گاڑی کے قریب دھماکوں کی لہر محسوس کی جس نے کھڑکیوں کو چورہ چورہ کر کے رکھ دیا۔ ہم نے روشنی کی ایک کوند بھی دیکھی سو ہم نے

سوچا کہ ہم پر گھات لگالیا گیا ہے اور ہم زیر نشانہ ہیں۔ ہم سمجھے کہ ہم پر راکٹ فائر کیا گیا ہے۔ جو بھائی گاڑی چلارہا تھا میں نے اُسے تیزی سے چلانے کے لئے کہا تا کہ خطرے کے علاقے سے نکل سکیں اور میں نے جلدی سے بھائیوں کا جائزہ لیا اور دیکھا کہ کوئی بھی زخمی نہیں ہوا تھا۔ میں نے اُن کی حفاظت کے لئے اللہ کا شکر ادا کیا لیکن میں سوچ رہا تھا کہ ہم اس انتہائی لہر سے کس طرح متاثر ہوئے تھے جس نے حقیقت میں شیشہ توڑ دیا اور ہمارے اردگرد دھویں کا ایک بادل بنا دیا۔ ہمیں کوئی ضرر نہیں پہنچا حالانکہ ہمارے ساتھ گیسولین (ایندھن) کے بیرل رکھے ہوئے تھے۔ اِس سارے واقعے نے میرا یقین اور بھی زیادہ پختہ کر دیا کہ کوئی بھی انسان اُس وقت تک نہیں مر سکتا جب تک وہ اپنی زندگی اور مقررہ وقت پورا نہ کر لے۔'' اُنہوں نے مجھ سے کہا: ''ہم نے اس دھماکے کا سبب جاننے کی کوشش کی اور جب تلاش کیا تو ہم نے امریکی ڈرون اُڑتا ہوا دیکھا۔ جو بھائی گاڑی چلارہا تھا میں نے اُسے کہا کہ گھروں کے قریب سے نہ گزرے تا کہ (ہم) مسلمانوں کی جانوں کو محفوظ رکھیں۔ بھائی پھر ایک وادی کی طرف مڑ گیا جس میں کچھ درخت تھے۔ ہم گاڑی میں سے نکلے اور مختلف سمتوں میں چلے گئے۔ ڈرون طیارے ہمارے سروں پر پرواز کرتے رہے اور پھر ہماری گاڑی کو نشانہ بنایا گیا جو دھماکے سے تباہ ہو گئی۔ مختلف علاقوں میں ہوائی حملے جاری رہے لیکن بھائیوں میں سے ایک بھائی ایک پہاڑ کے مختلف ٹیلوں کی طرف میری رہنمائی کرتا رہا۔ رات کا بقیہ حصہ میں اگلے دن کی سحر ہونے تک سویا رہا۔ میں نے نماز فجر ادا کی اور پھر بھائی مجھے آپ کے پاس لے آئے۔''

میں نے شیخ سے پوچھا کہ وہ کس طرح سو سکے جبکہ اُن کے سروں پر بمباری ہو رہی تھی؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کس طرح اونگھ میں چلے گئے اور سو گئے۔ ہم جاننا چاہتے تھے کہ اُن پر کتنے راکٹ فائر کیے گئے تو اُنہوں نے بتایا کہ تقریباً دس یا گیارہ راکٹ تھے۔ اُنہوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ اُنہیں اس بارے میں حتمی یقین نہیں تھا کہ بھائیوں میں سے کوئی زخمی یا قتل ہوا تھا یا نہیں۔ کئی گھنٹوں بعد ہمیں معلوم ہوا کہ دو بھائی شہید ہو گئے تھے اور ایک زخمی ہوا تھا۔ میں نے شیخ کو تنہائی میں پوچھا کہ بمباری کے دوران اُنہیں کیسا محسوس ہوا تھا کیونکہ اُنہیں پہلی مرتبہ ایسا تجربہ ہوا تھا۔ اُنہوں نے کہا: ''میں نے اسے اس سے کہیں زیادہ آسان پایا جیسا ہم اس کے بارے میں سوچتے ہیں۔ کچھ خوف طاری ہوتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سکینت نازل فرما دیتا ہے۔'' اُنہوں نے مجھے یہ بھی بتایا: ''اِس مرتبہ گیارہ میزائل اپنے ہدف سے خطا ہو گئے مگر اگلی مرتبہ شاید پہلا راکٹ ہی اسے جا لگے۔'' شیخ انور کچھ دن ہمارے ساتھ رہے اور پھر چلے گئے۔ میں اُن کے لئے محفوظ سفر کا متمنی تھا جبکہ میں اپنے آپ سے کہہ رہا تھا: مجھے نہیں معلوم ہم دونوں میں سے کون جا رہا ہے!

اگلے ڈرون حملے کے بارے میں شیخ کا وجدان سچ ثابت ہوا۔ اگلی کوشش میں میزائل اپنے ہدف کو لگا۔ کاش میں بھی اُن کے ساتھ ہوتا تا کہ میں بھی ایک عظیم کامیابی حاصل کر لیتا!

[1] دین، نفس، حیات اور کائنات کی سمجھ بوجھ

[2] قرآن میں مہارت کی سند جو اسے پڑھانے کی عالمانہ اجازت فراہم کرتی ہے

[3] شافعی مذہب سے روایت کرنے کی ایک عالمانہ اجازت

[4] اسلامی علوم کے مستند عالم

[5] اس پر عمل نہیں کرتے